قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 12 مارچ 2021ء | 27 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:61

فرمانِ رسول ﷺ

نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’اِتَّقِ اللّٰهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ‘‘

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

تم جہاں کہیں ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے رہو۔ کسی گناہ کے سرزد ہوجانے کے بعد نیکی کرو کیونکہ نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آوٴ۔

(ترمذی ابواب البر والصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

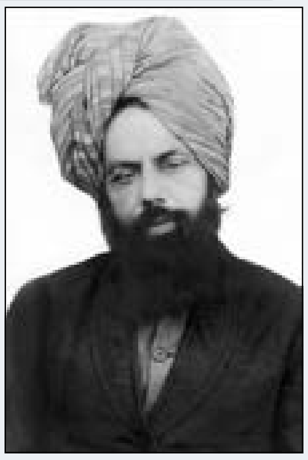

خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کر لو

’’اے لوگو! خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کر لو اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کرسکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کہ دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں انہی پر کھلتی ہیں جو اُس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس کے آستانے پر گرتے ہیں۔ اور اس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں تب وہ مصیبتوں میں اُن کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچالیتا ہے اور ذلّت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ ان کا متولّی اور متعہّد ہو جاتا ہے۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا ان کی مدد کرتا ہے اور اس کی فوجیں ان کی حمایت کے لئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اس کی حدود کو توڑ دو گے؟ ہمارے لئے اس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔‘‘

(ایّام الصلح ۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 341، 342)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(آل عمران:103)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

فرمان خلیفہ وقت

خشیت اُس خوف کو کہتے ہیں جو کسی کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہو اور صرف کسی کی اپنی کمزوری کی وجہ سے یہ ڈر پیدا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی خشیت یقیناً ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار بھی ہے اور ایک کمزور بندے کی اپنی کم مائیگی کا اظہار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کیا ہے؟ یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے اور اُس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ہر چیز اُس کی پیدا کردہ ہے اور اُس کے ذریعہ سے قائم ہے۔ اُسی کی ملکیت ہے اور اُس کے چاہنے سے ہی ملتی ہے۔ پس جب ایسے قادر اور مقتدر خدا پر ایمان ہو اور اُس کی خشیت دل میں پیدا ہو تو پھر ہی انسان اُس کی قدرتوں سے حقیقی فیض پا سکتا ہے۔

یہاں یہ بھی سوال ذہن میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی خشیت علماء میں ہی ہوتی ہے تو کیا ہر عالم کہلانے والا یا اپنے زعم میں عالم اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا ہے۔ اور یہ بھی کہ شاید جو غیر عالم ہیں وہ اُس معیار تک نہیں پہنچ سکتے جس خشیت کا معیار اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اگر یہی معیار ہے کہ صرف عالم اُس تک پہنچ سکے تو پھر آجکل تو ہم ایسے ہزاروں لاکھوں علماء دیکھتے ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ جو قرآنِ کریم کو بھی صحیح طرح نہیں سمجھتے، جنہوں نے اس زمانے کے امام کو نہ صرف مانا نہیں بلکہ مخالفت میں گھٹیا ترین حرکتوں کی بھی انتہا کی ہوئی ہے اور وہ کہلاتے عالم ہیں۔ پس یقیناً یہ باتیں اس بات پر سوچنے پر مجبور کرتی ہیں کہ علماء کی تعریف کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ جن علماء کا یہاں ذکر فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ جن کو علماء کہتا ہے وہ کچھ اور لوگ ہیں۔ اگر ہر ایک کو ہی عالم سمجھ لیا جائے جو دینی مدرسہ میں واجبی تعلیم حاصل کر کے فارغ ہوا ہے، جس طرح آجکل عموماً ہمارے ملکوں میں پھرتے ہیں یا جس کو عام دنیادار یا اُس کے اردگرد کے طبقے کے لوگ عالم سمجھتے ہیں یا جس نے دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے، عالم کی ایک اور صورت بھی ہوتی ہے کہ دینی نہ سہی اپنی دنیاوی تعلیم کی بھی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ بڑے بڑے سائنسدان ہیں، سائنسی تجربات کرنے والے ہیں۔ دنیاوی علوم میں اُن کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے۔ تو

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- مکرم سلطان محمود انور صاحب کی یاد میں (منظوم)
- دبستانِ حیات
- چلا گیا سوئے فردوس وہ مہِ انور
- زیتون کا درخت ’’شجرہ مبارکہ‘‘

دربارِ خلافت

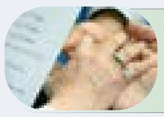

بعض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں جو الہامی دعائیں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اب بعض دعائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں جو الہامی دعائیں ہیں۔ ان میں سے ایک دعا ہے ’’رَبِّ احۡفَظۡنِیۡ فَاِنَّ الۡقَوۡمَ یَتَّخِذُوۡنَنِیۡ سُخۡرَۃً اے میرے رب میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرا لیا۔‘‘

(بدر جلد 2 نمبر 48 مؤرخہ 29/ نومبر 1906ء صفحہ 3۔ الحکم جلد 10 نمبر 40 مورخہ 24/ نومبر 1906ء صفحہ 1۔ تذکرہ صفحہ 578 ایڈیشن چہارم)

پھر ستمبر 1906ء کا الہام ہے ’’رَبِّ لَا تُبۡقِ لِیۡ مِنَ الۡمُخۡزِیَاتِ ذِکۡرًا۔ اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔‘‘

(الحکم جلد 10 نمبر 31 مورخہ 10/ ستمبر 1906ء۔ الحکم جلد 10 نمبر 32 مؤرخہ 17/ ستمبر 1906 صفحہ 1۔ تذکرہ صفحہ 568 ایڈیشن چہارم)

’’رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ غَالِبًا عَلٰی غَیۡرِیۡ۔ اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر۔‘‘

(بدر جلد 6 نمبر 32 مؤرخہ 8/ اگست 1907ء صفحہ 4، الحکم جلد 11 نمبر 28 مؤرخہ 10/ اگست 1907ء صفحہ 2)

’’رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا طُعۡمَۃً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۔ اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کی خوراک نہ بنا۔‘‘

(البشریٰ مرتبہ حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ صفحہ 53۔ تذکرہ صفحہ 684 ایڈیشن چہارم)

’’رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی، رَبِّ اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ مِنَ السَّمَآءِ، رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوَارِثِیۡنَ، رَبِّ اَصۡلِحۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ، رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡفَاتِحِیۡنَ۔‘‘

(تحفۂ بغداد، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 25)

بقیہ صفحہ 7 پر

مکرم سلطان محمود انور صاحب کی یاد میں

وہ اک سلطان تھے محمود بھی تھے اور انور بھی
معلم بھی مربی بھی مناظر بھی مقرر بھی
اگرچہ علم ہے ہر شخص اس دنیا سے جاتا ہے
انہیں مرحوم کہنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے
حقیقی معنوں میں وہ وقف کا مطلب سمجھتے تھے
ہمیشہ دین کو دنیا پہ وہ ترجیح دیتے تھے
خلیفہ کی اطاعت میں گزاری زندگی ساری
ہمیشہ ان کے کندھوں پر فرائض تھے بہت بھاری
ہر اک تحریر اور تقریر پُر تھی حق و حکمت سے
دلوں کو جیت لیتے تھے مروت اور محبت سے
دعا ہے مستقل جاری رہے فیضان نسلوں تک
دلوں میں جاگزیں ہو علم اور عرفان صدیوں تک

امۃ الباری ناصر

آج کی دعا

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (سورۃ الفاتحہ:6)

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔

یہ قرآنِ مجید کی ہدایت کے لئے وسیع دعا ہے۔ یہ مبارک آیت سورۃ فاتحہ کی ہے جس کے بارے میں ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

اس کی سات آیات بار بار پڑھی جائینگی۔ یہی وہ قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (پوری دنیا کی ہدایت کے لئے) اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

انسانیت میں جو لامحدود کمالات ہیں۔ ہر انسان کو، ہر مومن کو اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہی اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی وسعت ہے اور اس کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے۔

پھر ہماری اس دعا کرنے کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح اس دعا کو وسیع کرنا چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’دعا کے بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں دعا سکھلائی ہے یعنی اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ اس میں تین لحاظ رکھنے چاہئیں۔

(1) ایک یہ کہ تمام بنی نوع کو اس میں شریک رکھے۔ (پوری دنیا کا جو انسان ہے اس کو اپنی دعا میں، اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ میں شریک رکھے) ۔۔۔ (2) تمام مسلمانوں کو (اپنی دعا میں شریک رکھو۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صراط مستقیم پہ چلائے۔) ۔۔۔ تیسرے ان حاضرین کو جو جماعت نماز میں داخل ہیں۔ پس اس طرح کی نیت سے کل نوع انسان اس میں داخل ہوں گے اور یہی منشاء خدا تعالیٰ کا ہے کیونکہ اس سے پہلے اسی سورۃ میں اس نے اپنا نام ربّ العالمین رکھا ہے جو عام ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے جس میں حیوانات بھی داخل ہیں۔ پھر اپنا نام رحمان رکھا ہے اور یہ نام نوع انسان کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ یہ رحمت انسانوں سے خاص ہے اور پھر اپنا نام رحیم رکھا ہے اور یہ نام مومنوں کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ رحیم کا لفظ مومنوں سے خاص ہے اور پھر اپنا نام مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ رکھا ہے اور یہ نام جماعت موجودہ کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ یَوۡمُ الدِّیۡنِ وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ کے سامنے جماعتیں حاضر ہوں گی۔ سو اس تفصیل کے لحاظ سے اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا ہے۔ پس اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا میں تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی داخل ہے اور اسلام کا اصول یہی ہے کہ سب کا خیرخواہ ہو‘‘۔

(الحکم جلد 2 شمارہ 33 مورخہ 29/ اکتوبر 1898ء صفحہ 4 کالم 1-2)

پس ساری باتیں جو آپ نے سنیں یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انسانیت کو بھی تباہ ہونے سے بچائے۔۔۔ پس خاص کوشش سے اپنے اندر بھی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور دنیا کی تباہی کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے خاص طور پر بہت دعائیں کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین

(خطبہ جمعہ 13/ فروری 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

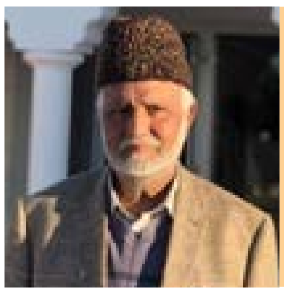

منور احمد خورشید ۔ واقفِ زندگی

دبستانِ حیات

قسط ہفتم

ارضِ سپین سے تائید الٰہی کے چند دلچسپ واقعات

خاکسار کو حضورِانور نے ازراہ شفقت تبلیغی مشن پر سپین جانے کا ارشاد فرمایا۔تعمیل ارشاد میں سپین چلا گیا۔ایک خوف ساتھا کہ نامعلوم دورانِ سفر کوئی دشواری نہ پیش آجائے۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور دعا کے طفیل میں نے تقریباً دوسال کا عرصہ وہاں گزارا۔اس دوران کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوئی۔میں خود حیران ہوتا ہوں کہ لندن میں تو کوئی نہ کوئی مسئلہ رہتا تھا۔لیکن قیامِ سپین کے دوران اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفا دے دی۔میں نے پورا پورا دن سفر کیا اور بہت مصروف دن بسر کئے۔الحمد للہ

سپین میں ابتدائی روابط

ابتدائی ارشادموصول ہوا کہ ایک ماہ کے لئے سپین جاکر گیمبیا اور سینیگال کے احمدی اورغیراز جماعت بھائیوں میں تبلیغ وتربیت کا فریضہ سرانجام دوں۔اس وقت مجھے وہاں کے حالات کا کوئی ادراک نہیں تھا۔

خاکسار نے سپین میں افریقن احمدی بھائیوں کے بارے میں سپین مشن سے رابطہ قائم کیا۔مجھے بتایا گیا۔اس وقت سپین میں چار دوست گھانین،تین گیمبین اور ایک سینیگال سے ہیں۔میں نے ان دوستوں کے فون نمبرز حاصل کئے اور لندن سے بذریعہ فون رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی جس کے نتیجہ میں ان سے تعارف ہوگیا۔ان کو میں نے اپنی آمد کے بارے میں بتایااور ان سے ہر ممکنہ تعاون کی درخواست کی۔

میں نے لندن میں چند گیمبیئن احمدی احباب سے رابطہ قائم کر کے سپین میں احمدی بھائیوں کے بارے میں استفسار کیا۔لیکن کوئی معلومات نہ ملیں۔

ایک دوست نے بتایا کہ گیمبیا جماعت کے سابق صدر خدام الاحمدیہ مکرّم طاہر طورے صاحب اس سلسلہ میں مدد کر سکتے ہیں۔میں نے ان سے رابطہ قائم کیا۔چند بار فون کرنے کے بعد ان سے رابطہ ہوگیا۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے انہوں نے دو دوستوں کے بارے میں بتادیا۔سپین پہنچ کر ان افراد سے بات چیت شروع کی گئی۔اللہ کے فضل سے سب پرانے احمدی تھے۔میں سب کو گیمبیا سے ہی جانتا تھا۔بہت خوش ہوئے۔

تائید الٰہی کا ایک خوبصورت واقعہ

گیمبیامیں فرافینی نامی ایک قصبہ ہے۔وہاں سے مکرم ڈاکٹر فرید احمد صاحب کا کسی کام سے مجھے فون آ گیا۔دورانِ گفتگو میں نے انہیں بتایا کہ ان ایام میں سپین میں ہوں۔اگر آپ کے علاقہ سے کوئی احمدی بھائی سپین میں ہو تو،مجھے اس کا فون نمبر ارسال کر دیں۔

اسی روز شام کو ان کی طرف سے پیغام ملا کہ ایک خادم نے بتایا ہے کہ اس کا ایک چچا زاد سپین میں ہے اور اس کا نام لامن جانج ہے۔اس کا فون نمبر بھی بھیج دیا۔اندھے کو کیا چاہیے دو آنکھیں۔میں نے فوری رابطہ کرنے کی کوشش کی۔چند بار اس نمبر پر رابطہ کیا گیا۔مگر جواب ندارد۔مایوسی ہوئی۔لیکن بعد میں،میں نے وائس میسج ریکارڈ کر کے بذریعہ وٹس ایپ بھیجا اور اپنے بارے میں بتایا۔تھوڑی دیر میں اس کی طرف سے فون آ گیا۔تعارف کے بعد علم ہوا کہ میں تو اس کو بچپن سے جانتا ہوں۔اس کا والد کسٹم میں ڈرائیور تھا۔میرا بہت مہربان دوست تھا۔اس کو میں نے اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کیا۔اس نوجوان کا اس وقت تک جماعت سے کوئی رابطہ نہ تھا۔بہت خوش ہوا اور جماعت سے رابطہ قائم کرنے کا وعدہ کیا۔

میں نے اس سے کسی اور احمدی کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے بتایا کہ میرا اپنا بھائی بھی یہاں ایک دوسرے شہر میں رہتا ہے۔جس کا نام یوسف جانج ہے۔میں نے اس کا نمبر لے کر اس سے رابطہ کیا۔وہ بھی بفضل تعالیٰ پیدائشی احمدی تھا۔وہ بھی بہت خوش ہوا۔اس طرح چراغ سے چراغ جلتے گئے۔

وہی تو مسبب الاسباب ہے

ایک روز خاکسارعزیزم قاصد احمد مربی سلسلہ سپین کے ہمراہ مکرم امیر صاحب کے ارشاد پر ملاگا کے علاقہ میں گیا۔ہم لوگ کافی دیر افریقن بھائیوں کی تلاش میں سرگرداں رہے لیکن صرف چند ایک کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ہم لوگ اس ناکامی کی وجہ سے دلبرداشتہ ایک راستہ سے گزر رہے تھے کہ اتنے میں ایک سینیگالی احماہ نامی دوست سے ملاقات ہوگئی۔

اس سے پوچھا کہ افریقن لوگ کس علاقہ میں رہتے ہیں۔اس نے بتایا کہ میں تو ماربیا نامی شہر سے آیا ہوں۔یہاں کا مجھے علم نہیں ہے۔ہاں ماربیا شہر میں بہت سے افریقن دوست ساحلِ سمندر پر اشیاء فروخت کرتے ہیں۔نیز اس نے بتایا،ماربیا یہاں سے چالیس منٹ کی مسافت پر ہے۔

ماربیا کا نام میں نے سن رکھا تھا۔دراصل چند روز قبل میں نے گیمبئن احمدیوں سے وٹس ایپ پر درخواست کی تھی کہ مجھے اپنے اپنے شہر کا نام ٹیکسٹ کر دیں جس کے نتیجہ میں کچھ احباب نے اپنے ایڈریس مجھے بھیج دئے۔ان میں ایک نام ماربیا بھی تھا۔میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیمبیا کے ایک دوست مکرم کتابو کاسما صاحب اسی شہر میں رہتے ہیں۔میں نے انہیں فون کیا۔الحمد للہ کہ انہوں نے فون اٹھا لیا۔میں نے انہیں بتایا کہ میں تو ملاگا میں ہوں۔اگر ممکن ہو تو آپ کے پاس آجاؤں۔کہنے لگے آج میری رخصت ہے اور میں گھر پر ہی ہوں۔اس لئے آجائیں۔

میں نے قاصد صاحب سے کہا،ماربیا چلتے ہیں۔اس کے بعد ہم جلد ہی ماربیا میں تھے۔کتابو صاحب نے بتایا کہ آج میری جاب سے رخصت ہے۔مکرم کاسما صاحب بہت خوش ہوئے۔کہنے لگے آج میں بہت خوش ہوں کہ میرے پاس ہمارے مشنری آئے ہیں۔ان کے ساتھ ہم لوگ تبلیغ کے لئے نکل گئے۔اللہ کے فضل سے بیس کے قریب سینیگالی افراد سے ملاقات ہوئی اور ان کے فون نمبرز رابطہ کے لئے مل گئے۔

گمشدہ احمدی بھائی

ایک روز میں نے گیمبیا میں ایک مربّی صاحب کو فون کر کے ان سے استفسار کیا۔کیا وہ سپین میں کسی احمدی یا غیراحمدی دوست کے بارے میں جانتے ہیں۔کہنے لگے۔مجھے تو کوئی علم نہیں ہے۔لیکن ان کے قریب ہی بیٹھے ایک نوجوان نے بتایا کہ میرا چچا زاد الحاجی نیابالی سپین میں رہتا ہے۔میری درخواست پر اس نے اپنے کزن کا فون نمبر بھی بھیج دیا۔

میں نے اس نوجوان سے بذریعہ وٹس ایپ رابطہ قائم کیا۔کچھ ہی دیر بعد موصوف کا جواب آ گیا۔بات چیت کر کے بہت خوش ہوا۔اس نے بتایا کہ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور چار بچے بھی ہیں۔

یہ دوست بارسلونا نامی معروف شہر سے دو گھنٹے کی مسافت پر واقع جیرونا نامی قصبہ میں عرصہ دس سال سے مقیم ہیں۔لیکن بوجوہ ان کا بھی جماعت سے رابطہ نہیں تھا۔انہوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔اور جماعت سے رابطہ قائم کرنے کا وعدہ کیا۔

ایک یادگار تصویر

اگلے روز انہوں نے مجھے 1996 میں خاکسار کے ساتھ لی گئی تصویر بھی ارسال کی جس میں جلسہ سالانہ گیمبیا کے بعد مَیں اور نیابالی صاحب مسجد بیت السلام میں کھڑے ہیں۔میں ان کی ناقابل بیان محبت اور یادداشت پر حیران ہوکر رہ گیا۔یہ تصویر 2 سال پہلے کی تھی۔

میں نے الحاجی نیابالی صاحب سے کسی دیگر گیمبیئن احمدی دوست کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے بتایا۔اس علاقہ میں تین اور گیمبیئن احمدی دوست ہیں لیکن نہ معلوم آج کل کس گاؤں میں کام کرتے ہیں۔بعد میں انہوں نے ایک دوست کا نمبر بھیج دیا۔اس سے بھی الحمد للہ رابطہ قائم ہوگیا۔

نئی جماعت کا قیام

ویلینسیا میں مبلغین کرام کا ریفریشر کورس تھا۔مکرم امیر صاحب سپین اور نائب امیر صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ان کو جب میں نے یہ تفصیل بتائی تو بہت خوش ہوئے۔مکرم امیر صاحب نے نیابالی صاحب کے ساتھ فون پر بات چیت بھی کی۔امیر صاحب نے نائب امیر صاحب کو فرمایا کہ اس علاقہ میں تو ایک اور پاکستانی احمدی بزرگ بھی رہتے ہیں۔اس لئے وہاں پر جماعت قائم کریں اور نماز سنٹر کا بھی انتظام فرمادیں۔اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

اہلِ بنی اسرائیل سے رابطہ

تقریباً تیس سال قبل کی بات ہے۔گیمبیا کے دارالحکومت بانجول کے فیری ٹرمینل پر ایک احمدی مزدوری کیا کرتا تھا۔باقاعدہ ہماری مسجد میں آ کر نماز جمعہ ادا کرتا۔بہت ہی پیارا اور مخلص انسان تھا۔ایک روز اس نے مجھے بتایا کہ میرے گاؤں کے سب لوگ احمدی ہیں۔اگر آپ وہاں جائیں تو بہت اچھا ہوگا۔وہ گاؤں سینیگال اور مالی کی سرحد کے قریب تھا۔جو کہ بانجول سے بہت دور تھا۔اس دور میں ذرائع نقل وحمل اور

مواصلات کی سہولیات ناقابلِ بیان حد تک مشکل تھیں۔ میں نے ایک معلّم مکرم محمد سنیا گو صاحب کو تیار کیا اور مختلف سواریوں پر سوار ہوتے ہوئے ایک لمبا سفر طے کر کے وہاں پہنچ گئے۔ گاؤں کے امام صاحب نے ہمارا استقبال کیا۔ ہم نے انہیں اپنا تعارف کرایا اور اس مزدور دوست کے بارے میں بھی بتایا۔ امام صاحب نے بتایا کہ ہم لوگ احمدی نہیں ہیں بلکہ ہم اہلِ سنّت ہیں۔ ہم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں اور تعویذ وغیرہ بھی نہیں باندھتے اس لئے ممکن ہے اس وجہ سے اسے یہ احساس پیدا ہوا ہو کہ ہم بھی احمدی ہیں۔ الغرض امام صاحب شریف النفس آدمی تھے۔ اس نے ہمارا بہت احترام کیا۔ حسبِ توفیق ہماری خاطر مدارت کی اور رات کو جلسے کا بھی اہتمام کیا۔ جس میں ہم نے حسبِ استطاعت پیغام حق پہنچایا۔ لیکن کسی نے بھی بیعت نہ کی۔ دو دن کے طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد بظاہر خالی ہاتھ واپس آ گئے۔ بہر حال اس سر زمین پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کی آواز توسب کے کانوں میں پڑ گئی۔

تیس سال بعد اہل بنی اسرائیل سے ملاقات

دسمبر کے اواخر کی بات ہے۔ ویلینسیا میں جماعتِ احمدیہ کی مسجد بیت الرحمان میں نمازِ جمعہ کے لئے ایک افریقن دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں ان سے ملا معلوم ہوا کہ وہ تو سینیگال سے ہیں۔ احبابِ جماعت نے بتایا کہ یہ افریقن دوست مسجد کی تعمیر کے دوران یہاں مزدوری کیا کرتا تھا۔ اس لئے کبھی کبھار ادھر آ جاتا ہے۔ میں نے اس سے بات چیت شروع کی۔ اس نے بتایا کہ وہ سینیگال اور مالی کی سرحد پر واقع بنی اسرائیل نامی گاؤں سے ہے۔ اس پر مجھے تیس سالہ پرانا واقعہ یاد آ گیا۔

اس دوست کو جس کا نام بمبا سیسے ہے۔ میں نے اپنے سفر کی ساری تفصیل بتائی اور اس کے گاؤں کا نین نقشہ بھی بیان کیا۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے۔ دوستانہ ماحول پیدا ہو گیا۔ میں نے ان سے ان کا فون نمبر لے لیا اور اپنا نمبر بھی انہیں دے دیا تا کہ ہمارا باہمی رابطہ قائم رہے۔ اب میں لندن واپس آ گیا ہوں۔ اب بھی اللہ کے فضل سے اس کا فون آتا ہے۔ ممکن ہے۔ اللہ کرے۔ اس آدمی مسٹر بمبا سیسے کے ذریعہ سے ہی بنی اسرائیل گاؤں میں احمدیت کا پودا لگ جائے اور دیر آید درست آید کے محاورہ کی عملی تعبیر مل جائے۔ آمین۔

جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

ایک روز ویلینسا کے علاقہ میں، مَیں اور میری اہلیہ محترمہ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں گئے۔ کافی دیر تک گھومتے رہے، کوئی افریقن دوست نہ ملا۔ تھک کر ایک جانب بیٹھ گئے۔ اسی دوران سینیگال سے ایک دوست کا فون آ گیا۔ خیر خیریت دریافت کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ آجکل میں سپین میں تبلیغ کے سلسلہ میں آیا ہوا ہوں۔ اس پر وہ دوست کہنے لگے۔ میرا بھی ایک عزیز دوست سپین میں رہتا ہے۔ آپ اس سے رابطہ کریں۔ اور کہنے لگے میں ابھی آپ کو اس کا نمبر بتاتا ہوں۔ آپ اس سے رابطہ کر لیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے، انہوں نے متعلقہ آدمی کا نمبر مجھے دے دیا۔ جس کا نام الامامی دابو تھا۔ میں نے اسے فون کیا۔ جو اس نے اٹھا لیا۔

اس دوران اس سینیگالی دوست نے اپنے دوست سے رابطہ قائم کر کے میرے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔ میں نے جب اس دوست کو فون کیا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اس طرح باہمی گفت وشنید کا سلسلہ چل نکلا۔ یہ سلسلہ کافی دنوں تک چلتا رہا۔ کچھ دنوں میں ہی جماعت احمدیہ سپین کا سالانہ جلسہ منعقد ہونے والا تھا۔ میں نے الامامی صاحب کو جلسہ میں شرکت کے لئے دعوت دی، جو موصوف نے بخوشی قبول کر لی۔ اگرچہ وہ دوست مرکزِ جماعت سپین پیدرو آباد سے قریباً ایک ہزار کلو میٹر دور، بارسلونا شہر کے مضافات میں رہتے ہیں۔ بہر حال تیار ہو گئے۔ وین کے ذریعہ طویل اور تھکا دینے والے سفر پر، اپنے پانچ دیگر دوستوں کے ہمراہ جلسہ میں شرکت کے لئے چل نکلے۔ طویل سفر کی وجہ سے ایک رات ویلینسیا کے مشن ہاؤس میں گزاری۔ اللہ کے فضل سے ویلینسیا شہر کی جماعتِ احمدیہ بہت ہی مخلص ہے۔ یہاں خوبصورت مسجد بیت الرحمان اور مشن ہاؤس بھی ہے۔ احباب جماعت ویلینسیا کی مہمان نوازی اور دلداری نے بھی ان معزز مہمانوں کے دلوں میں جماعت کی محبت کی شمع روشن کر دی۔ پھر جلسہ کے روحانی ماحول سے یہ خدائی مہمان اس قدر متاثر ہوئے کہ واپس جانے سے قبل انہوں نے برضا و رغبت اور شرح صدر کے ساتھ اپنے دیگر پانچ دوستوں کے ساتھ بیعت کر کے اپنے آپ کو امام الزّماں کی غلامی میں دے دیا۔ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار۔

معجزانہ اتفاق

ویلینسا شہر میں ایک دوست مکرم سلمان صاحب نے مجھے ایک سینیگالی دوست ابراہیم صاحب کا فون نمبر دیا۔ ایک دفعہ ان کے ساتھ فون پر بات ہوئی اچھے علم دوست ہیں۔ ماشاء اللہ بڑی شُستگی اور روانی سے عربی بولتے ہیں۔

میں نے سپین میں نئے بننے والے رابطوں کے لئے ایک وٹس ایپ گروپ بنایا۔ میں نے اس دوست کو بھی وٹس ایپ گروپ میں تبلیغ کی نیت سے ڈال لیا۔ لیکن اگلے روز ہی انہوں نے گروپ کو خدا حافظ کہہ دیا۔ میں نے سوچا کہ مولوی آدمی ہیں۔ ممکن ہے جماعت کے مخالف بھی ہوں۔ اس لئے احتیاطاً ان سے رابطہ قائم نہ کیا۔ اس طرح کئی مہینے گزر گئے۔

ایک روز خاکسار ویلینسیا شہر میں تبلیغ کی خاطر گیا۔ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ آپ ہر سفر کے لئے نئی ٹکٹ نہ خریدیں بلکہ بہتر ہے کہ آپ بس پر سوار ہونے کے لئے ٹکٹیں اکٹھی لے لیں، تو یہ سستی پڑیں گی۔ ایک راہگیر سے ان ٹکٹوں کے بارے میں استفسار کیا تو علم ہوا کہ یہ بس ٹکٹ تمباکو کی دوکانوں سے ملتے ہیں۔ کافی تلاش کے بعد منزلِ مقصود مل گئی۔ صاحب دوکان سے ٹکٹوں کے بارے میں پوچھا۔ اتفاق سے یا رمن ترکی است و من ترکی نہ دانم۔ کافی کوشش کی کہ اسے بتا سکوں، اشارے کنائے سب فیل ہو گئے۔ میں نے مایوسی کے ساتھ اپنے ماحول میں نظر دوڑائی۔ تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک افریقن دوست کھڑے تھے۔ میں نے اسے پوچھا کیا آپ کو فرانسیسی آتی ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے اسے بتایا کہ میری ترجمانی کر دیں، الحمدللہ ان کی معاونت سے میرا مسئلہ حل ہو گیا۔

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کیا آپ سینیگال سے ہیں؟ کہنے لگے میرا نام ابراہیم ہے۔ مجھے یہ نام قدرے مانوس لگا۔ میں نے یونہی اندھیرے میں تیر چلایا اور کہا کہ تم سلمان صاحب کو جانتے ہو؟ اس نے بتایا جی میں اسے خوب جانتا ہوں۔ میں نے بتایا کہ وہ میرا بھی دوست ہے۔ اس پر کہنے لگا کہ آپ لندن سے آئے ہیں۔ میں نے بتایا، جی! اس پر وہ بڑے تپاک سے مجھے ملا۔ میں نے اسے درخواست کی اگر ممکن ہو تو کہیں بیٹھ کر ایک کپ چائے ہو جائے۔ وہ بخوشی راضی ہو گئے۔ جس پر ہم ایک قریبی ریستوران میں بیٹھ گئے۔ میں نے کافی دیر تک اس کو جماعت کے بارے میں بتایا جس کو اس نے بڑی فراخدلی اور انہماک سے سنا۔ الحمدللہ اس کے بعد ہمارا ایک باہمی رشتہ بن گیا۔ اکثر فون پر بات ہونے لگی۔ ایک دن ہم لوگ اس کے گھر گئے۔ اس نے ہماری حسبِ توفیق خاطر مدارت کی۔ جماعت کے بارے میں تفصیلی باتیں ہوئیں۔ جس کے بعد اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب خطبہ الہامیہ بھی دی گئی جس کے مطالعہ کے بعد وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عاشق بن گیا ہے۔ اب جماعت کی صداقت کا برملا اظہار کرتا ہے۔

گزشتہ دنوں ایک مذہبی جلسہ میں اس نے جماعتی وفد کو بھی دعوت دی۔ اور جلسہ حاضرین کے سامنے جماعت احمدیہ کا خوبصورت الفاظ میں تعارف پیش کیا۔ جس کے بعد خاکسار کے ہمراہ موجود مقامی مربّی صاحب نے بھی جلسہ سے خطاب کیا اور تبلیغی فرض ادا کیا۔

سینیگال سے سپین میں دعوت اِلی اللہ

ایک دن مکرم سلمان احمد صاحب (ایک مخلص اور پُر جوش داعی اللہ) دو افریقن دوستوں کے ہمراہ مسجد احمدیہ ویلینسیا میں تشریف لائے۔ یہ دونوں دوست سینیگال سے تھے۔ ان کا علاقہ سینیگال اور موریطانیہ کی حدود میں واقع ہے۔ ان سے ملاقات ہوئی مختلف امور پر دوستانہ ماحول میں بات چیت کر رہے تھے۔ اسی دوران سینیگال سے مبلّغ سلسلہ مکرم حفاظت نوید صاحب کا فون آ گیا۔ انہوں نے بتایا کہ سینیگال کے دو معلّمین مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ مکرم حفاظت نوید صاحب اور دونوں معلّمین ان دو افریقن بھائیوں کے علاقہ سے ہی تھے۔ اور اسی علاقہ میں اس وقت موجود تھے۔ ان مہمانوں کی معلّمین کے ساتھ وڈیو کال کے ذریعہ سے بات چیت کرائی گئی۔ جس کا اللہ کے فضل سے ان مہمانوں پر بہت نیک اثر ہوا۔ الحمدللہ

مکرم صدر صاحب کی حیرانگی

ایک روز مقامی صدر جماعت مکرم شریز احمد صاحب کے ساتھ ویلینسیا شہر میں گئے۔ میں نے انہیں درخواست کی ایسے علاقہ میں چلتے ہیں جہاں کوئی سینیگالی ریستوراں ہو۔ وہاں لوگ ضرور کھانا کھانے آئیں گے۔ اس طرح ان سے بات چیت کا رستہ کھل جائے گا۔

میں نے چند سینیگالیوں سے معلوم کیا کہ کیا یہاں کوئی سینیگالی ریسٹورنٹ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ویلینسیا کے ایک محلہ پاٹریا یکس میں ایک سینیگالی ریسٹورنٹ ہے۔ ہم لوگ ادھر چلے گئے۔ ہمارا تجربہ کامیاب ہو گیا۔ اللہ کے فضل سے بہت سے افریقن بھائیوں سے رابطے بن گئے۔

زبان تبلیغ کے لئے ایک اہم ہتھیار

خاکسار کو منڈنگا، فولا، وولف، فرانسیسی اور عربی زبان سے آشنائی

ہے جس کی وجہ سے کسی بھی آدمی سے رابطہ کرنے میں دشواری نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک کے ساتھ ایک فوری تعلق بن جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بفضل تعالیٰ بہت سے روابط بن گئے۔

ہم لوگ جسے بھی ملتے۔ میں اس سے سینیگالی زبان وولف، فولا، منڈنگا یا فرانسیسی زبان میں بات چیت کرتا۔ تو وہ بڑے حیران ہوتے۔ چونکہ خاکسار نے ایک رُبع صدی سینیگال میں گزاری ہے جس کی وجہ سے ملک بھر کے بیشتر علاقوں اور شخصیات کو جانتا ہوں۔ جیسے ہی ان کے حوالے سے بات چیت کی جاتی۔ مدِمقابل فوری طور پر دل کا دروازہ وا کر دیتا۔ اس طرح کچھ دیر بات چیت کر کے ان سے ان کا فون نمبر لے لیتے اور اپنا فون نمبر انہیں دے دیتے۔

لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

سینیگال سے ایک دوست الفا عمر جالو صاحب ہیں۔ انہوں نے کافی سال قبل مربیٔ سلسلہ ملک طارق احمد صاحب کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ میں نے الفا عمر کے سے لندن سے رابطہ قائم کیا۔ وہاں پہنچ کر انہیں چند مرتبہ فون کیا مگر انہوں نے فون نہیں اٹھایا۔ جس سے بڑی مایوسی ہوئی۔ لیکن آخری دنوں میں ان کا پیغام آیا۔ بات چیت ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ان کا فون خراب تھا۔ اس لئے رابطہ نہیں ہوسکا۔ اسی روز میں نے مکرم مربی کلیم احمد صاحب سے درخواست کی کہ الفا عمر صاحب کو مل کر آتے ہیں۔ خیر، ان کے پاس گئے۔ بہت خوش ہوئے۔ میں سینیگال میں ان کے علاقہ سے خوب واقف ہوں۔ ان کے ساتھ ان کے علاقہ کی باتیں ہوئیں۔ اس لئے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اب انشاءاللہ وہ جماعت سے رابطہ رکھیں گے۔

خاموش تبلیغ

ایک گیمبئن دوست مکرم فلِی ڈانسوصاحب سپین میں بنی کارلو نامی قصبہ میں رہتے ہیں۔ انکے ساتھ ٹیلیفون پر رابطہ ہوا۔ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اتوار کے روز مجھے ملنے ویلینسیا آئیں گے لیکن کسی وجہ سے نہ آسکے۔ میں نے مکرم کلیم احمد صاحب مربی سلسلہ سے درخواست کی کہ ان کے پاس چلتے ہیں۔ اس طرح ہم دونوں اس قصبہ میں پہنچ گئے۔ وہاں پر پانچ احمدی دوست رہتے ہیں جن میں سے تین پاکستانی ہیں۔ ایک کا تعلق قادیان سے اور ایک فلی ڈانسو صاحب جو گیمبیا سے ہیں۔ چار احمدی دوست ایک گھر میں دیگر کے ساتھ رہتے ہیں۔ ایک دوست حبیب اللہ صاحب ایک دوسرے مکان میں دیگر پاکستانی غیراز جماعت احباب کے ساتھ مقیم ہیں۔ سب سے ملاقات ہوئی۔ ہمارے کھانے کا انتظام مکرم حبیب اللہ صاحب نے کیا ہوا تھا۔ لیکن معلوم یہ ہو رہا تھا کہ کھانے کی تیاری اور خدمت میں غیراز جماعت دوست ہی کام کر رہے تھے۔

ہم نے نمازظہروعصرادا کرنی تھی۔ مکرم حبیب اللہ صاحب نے اپنے مکان کے ڈرائنگ روم میں نماز باجماعت کا اہتمام کیا۔ سب غیراز جماعت دوست ادھر ہی تھے۔ کسی نے کسی قسم کا اعتراض نہ کیا بلکہ وہ ہمیں نماز پڑھتا دیکھتے رہے۔

بلکہ ایک دوست نے غیراز جماعت دوستوں کو یہ بھی بتایا کہ یہ مہمان ہمارے مربیٔ سلسلہ ہیں جنہیں ایک لمبا عرصہ افریقہ میں خدمتِ دین کی توفیق ملی ہے۔ اس سے ان دوستوں کی بلند حوصلگی اور باہمی حسنِ سلوک کا علم ہوتا ہے۔ اس طرح نماز کی ادائیگی کے ساتھ ایک قسم کی خاموش اور عملی تبلیغ بھی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

کیا آپ اسے اتفاق ہی کہیں گے

ایک روز خاکسار مکرم مربی کلیم احمد صاحب کے ہمراہ ایک قریبی مارکیٹ میں بغرضِ تبلیغ گیا۔ سپین میں یہ طریق ہے کہ ہر روز کسی نہ کسی گاؤں میں مارکیٹ لگتی ہے۔ جس میں ہر کوئی بنیادی ضروریات زندگی خرید سکتا ہے۔ اکثر لوگ ٹیبل لگا کر اپنا سامان بیچتے ہیں۔ افریقن لوگ تو زمین پر کپڑا ڈال کر اسی پر اپنا ساز وسامان سجا لیتے ہیں۔ جب ہم مارکیٹ پہنچے۔ میں بیماری کی وجہ سے جلد ہی تھک گیا۔ ادھر ایک افریقن دوست کے سٹال کے قریب سے گزرے۔ اس کے پاس ایک کرسی پڑی تھی۔ میں نے اسے درخواست کی کہ اگر اجازت دیں تو میں تھوڑی دیر کے لئے آپ کی کرسی پر ستا لوں۔ اس دوست نے بخوشی مجھے کرسی پیش کر دی۔ میں اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس نے بتایا کہ اس کا نام ابراہیم کاہ ہے اور وہ سینیگال سے ہے۔ میں نے اس کے ساتھ ان کی زبان میں بات چیت کرنی شروع کر دی جس پر وہ بہت حیران ہوا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں نے سینیگال میں ایک لمبا عرصہ گزارا ہے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے۔ میں نے ان سے ان کا فون نمبر لے لیا اور اپنا نمبر دے دیا۔

اسکے بعد میں واپس لندن آ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک روز مکرم کلیم احمد صاحب اس مارکیٹ میں گئے۔ انکی ملاقات ابراہیم صاحب سے ہوگئی، علیک سلیک ہوئی۔ اس دوست نے انہیں پوچھا کہ وہ بابا جی کدھر ہیں۔ کلیم صاحب نے بتایا وہ واپس لندن چلے گئے ہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد میں واپس سپین گیا۔ مجلس انصاراللہ ویلینسیا نے ایک پروگرام ترتیب دیا۔ میں نے درخواست کی کہ ہمیں افریقن رابطوں کو بھی دعوت دینی چاہیے۔ میں نے ابراہیم صاحب کو فون کیا اور انہیں ہمارے پروگرام میں شمولیت کی درخواست کی۔ اس پر کہنے لگے معذرت خواہ ہوں کیونکہ آج ہماری افریقن کمیونٹی کا بھی اجلاس ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ممکن ہو تو میں ان کی میٹنگ میں شرکت کروں۔ میں تو ایک ایک آدمی کے لیے روزانہ سفر کرتا تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ راستہ کھول رہا تھا۔ میں نے انہیں بتایا میں انشاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا۔ انصاراللہ کے پروگرام سے فارغ ہو کر خاکسار مکرم کلیم صاحب اور مکرم سلمان طاہر صاحب کے ہمراہ ان کے ہاں پہنچ گیا۔ وہاں پر پچاس سے زائد لوگ ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ ہماری خوب آؤبھگت کی اور مجھے تقریر کی دعوت دی۔ سپین میں اتنی بڑی تعداد میں اجتماعی میٹنگ کا یہ پہلا موقع تھا جس میں سب افریقن دوست تھے۔ یہ سب کچھ معجزانہ ہوا۔ اسکے بعد یہ رشتہ مستحکم ہوتا چلا گیا۔ کئی دفعہ ان کے مرکز میں جانے کا اتفاق ہوا۔ انہیں بھی مسجد میں آنے کی دعوت دی گئی۔ اسی دوران جلسہ سالانہ جرمنی آ گیا۔ میں نے کچھ دوستوں کو حضورِانور کی اجازت سے جلسہ جرمنی میں شرکت کی دعوت دی۔ وہ راضی ہوگئے۔ جلسہ کے روحانی ماحول نے ان کی سعید فطرت پر انقلابی اثر کیا اور وہ جماعت کے بہت قریب آگئے۔

کچھ عرصہ کے بعد جلسہ سالانہ سپین آ گیا۔ انہیں جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ اپنے چند دوستوں کے ہمراہ جلسہ میں شریک ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی گرہ کھول دی اور انہوں نے شرح صدر کے ساتھ بیعت کر لی۔ الحمد للہ اب ایک فعال داعی الی اللہ بن چکے ہیں۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

یہ بات بھی غلط ہوگی کہ صرف دنیاوی عالم کو عالم سمجھا جائے۔ دنیاوی علوم حاصل کرنے والے تو بعض ایسے بھی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے ہی منکر ہیں کجا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اُن کے دلوں میں پیدا ہو۔ تو یہاں عالم کی تعریف کی تلاش کرنی ہوگی کہ حقیقی عالم کون ہے؟ نہ نام نہاد دنیا کے لالچوں میں گھرے ہوئے دینی عالم یہاں مراد ہیں اور نہ ہی دنیاوی عالم۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دوں کہ بیشک اسلام دین کامل ہے اور یہ دینی علم رکھنے والے دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم نے یہ دین کا علم حاصل کیا ہے۔ بعض لوگ اسلام کا پیغام بھی پہنچاتے ہیں۔ اسلام کا پھیلنا بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے لیکن یہ ایسے علماء کے ہاتھوں سے نہیں ہو گا جن کے دنیاوی مفادات ہیں یا جن کے دنیاوی مفادات زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خشیت نام کی کوئی چیز اُن میں نہیں ہے۔ شاید میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا، اس دفعہ امریکہ کے دورہ میں جب ٹی وی کے نمائندے نے مجھ سے سوال کیا کہ امریکہ میں اسلام کے پھیلنے کے کیا امکانات ہیں؟ تو اس کو میں نے یہی کہا تھا کہ اسلام تو انشاءاللہ نہ صرف امریکہ میں بلکہ تمام دنیا میں پھیلے گا مگر ان نام نہاد اسلام کے ٹھیکیداروں اور ان علماء کے ذریعے سے نہیں پھیلے گا بلکہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے پھیلے گا اور دلوں کو فتح کر کے اور امن اور پیار اور محبت کی تعلیم دے کر، نہ کہ دہشت گردی اور شدت پسندی سے جس کی تعلیم آجکل یہ علماء اکثر دیتے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ حقیقی اسلام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہے جو اس زمانے کے امام اور مسیح موعود اور مہدی معہود نے ہمیں کھول کر بتایا ہے اور سکھایا ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کا حقیقی فہم و ادراک ہمیں حاصل کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کی حقیقت کھول کر بیان فرمائی ہے اور واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی خشیت پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ علماء صرف ایک طبقے کا نام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو محدود ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے ہر انسان کو خدا تعالیٰ سے ملانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ انسانوں کو باخدا انسان بنانے کے لئے تشریف لائے تھے اور انسان باخدا انسان نہیں بن سکتا جب تک کہ اُس میں خدا تعالیٰ کی خشیت پیدا نہ ہو۔ اسلام میں آ کر تو بڑے بڑے چور ڈاکو صرف اس لئے ولی بن گئے کہ اُن میں اللہ تعالیٰ کی خشیت کا فہم و ادراک پیدا ہو گیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 اگست 2012 بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فوزیہ منصور۔امریکہ

چلا گیا سوئے فردوس وہ مہِ انور

بیاد مکرم سلطان محمود انور صاحب

بچپن میں ربوہ میں جس جگہ ہمارا گھر تھا اس کے پیچھے ایک بڑی سڑک سرگودھا روڈ گزرتی تھی۔ وہاں سے تیز رفتار گاڑیاں شور مچاتی ہوئی ہر وقت گزرتی رہتی تھیں۔سڑک کے دوسرے پار قبرستان تھا۔ گویا سڑک کے ایک طرف زندگی تھی اور دوسری طرف شہر خموشاں۔ میں نے بچپن میں کھڑکی سے بار ہا یہ نظارہ دیکھا کہ لوگ سر جھکائے افسردگی کے ساتھ جنازہ کاندھوں پہ اٹھائے سڑک پار کرتے تھے اور میں سڑک پہ آتی جاتی تیز رفتار گاڑیوں کو دیکھ کر یہ سوچتی کسی کا پیارا اس دنیا سے چلا گیا لیکن زندگی تو ویسے ہی چل رہی ہے۔

بچپن کی خوبصورت یادوں میں جو لوگ ہر تصویر میں ساتھ ہوتے ہیں وہ ماں باپ اور بہن بھائی ہوتے ہیں۔بچپن کی ہر یاد ان کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ماں باپ کے سائے تلے بسا گھر ایک ایسی نعمت ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بن مانگے عطا کی ہے۔ والدین بچوں کو نہ صرف بے لوث محبت دیتے ہیں بلکہ خاموشی سے قربانیاں کر کے اپنے بچوں کی زندگیوں میں رنگ بھرنے کی کوشش میں بھی لگے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ساری عمر جاری رہتا ہے۔ بچپن کے خاص دنوں میں عید کے دن بہت یادگار ہیں۔ یوں تو اس دور کی ہر عید کا اپنا ہی مزہ تھا لیکن ایک عید میرے ذہن پہ گہرے نقش چھوڑ گئی ہے۔ ہمارا گھر ایک متوسط گھرانہ تھا۔ ایک بار عید سے پہلے خاندان میں کوئی شادی تھی اور اس موقع پر سب کے ہی نئے کپڑے بنے۔ کچھ دنوں کے بعد عید آرہی تھی تو امی نے سب بچوں سے کہا کہ چونکہ سب کے کپڑے ابھی نئے ہی ہیں اسلئے یہی کپڑے عید پر بھی پہن لینا۔لڑکوں کے کپڑوں کا تو ویسے بھی پتہ نہیں چلتا۔ ہم دونوں بہنوں نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے۔ پھر ہوا یوں کہ کسی طرح میری بہن کو نیا جوڑا مل گیا (شاید کسی نے تحفہ دیا تھا)۔ چاند رات کو سب نے اپنے کپڑے استری کر کے رکھے، میں نے بھی بظاہر خوشی خوشی اپنا جوڑا استری کیا۔معلوم ہوتا ہے کہ میری امی نے میرے چہرے کو پڑھ لیا ہوگا۔ اگلی صبح جب میں تیار ہونے سے پہلے اپنے کپڑے اٹھانے لگی تو وہاں ایک سرخ رنگ کا بہت خوبصورت نیا جوڑا رکھا تھا۔ اچانک عید کے دن ملنے والی یہ خلاف توقع خوشی آج تک نہیں بھولی۔ رات ہی رات کو وہ نیا جوڑا کہاں سے آیا؟ ہم دو ہی بہنیں ہیں جب ایک بہن کو نیا جوڑا مل گیا تو امی ابا نے سوچا کہ دوسری بیٹی کا دل خراب نہ ہو۔ امی کے پاس گھر میں کپڑا موجود تھا۔آپ نے میرے ناپ کا جوڑا سینا شروع کر دیا۔ جوڑا تو امید تھا صبح تک مکمل کر لیں گی مگر ہم رنگ دوپٹے کا کیسے انتظام ہوگا۔ یہ مسئلہ میرے پیارے ابوجان کے سامنے رکھا گیا تو آپ رات کے تین بجے بازار گئے (اس زمانے میں چاند رات کے موقع پر کراچی

کے بازار ساری رات کھلے رہتے تھے) اور میرے جوڑے کے ہم رنگ دوپٹہ خرید کر لے آئے۔ اس طرح میرے امی اور ابوجان نے یعنی دو فرشتوں نے اپنی بیٹی کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھنے کے لئے محنت کی اور میری عید کا سامان کر کے میرے لئے اس دن کو امر کر دیا۔ میں آج تک وہ عید کی صبح نہیں بھولی۔ اور اب تو اس کی یاد سے آنسو آجاتے ہیں۔

میرے والد صاحب نے سب بچوں کو بہت پیار دیا لیکن اپنی بیٹیوں کو تو پیار کے ساتھ بہت عزت بھی دی۔ کبھی ڈانٹنا تو دور کی بات ہم سے اونچی آواز میں بھی بات نہیں کی۔صرف اپنے بچے ہی نہیں بلکہ خاندان اور جماعت کے ہر بچے کو بہت پیار دیا۔ ہماری تربیت میں سب سے زیادہ فکر ان کو وقت پہ نماز ادا کرنے اور قرآن کریم کو باقاعدگی سے پڑھنے کی تھی۔خود بھی تلاوت قرآن کریم بہت دل لگا کر کیا کرتے تھے۔بچپن کے ہر دن کا آغاز امی ابوجان کی تلاوت قرآن کریم کی آواز سے ہوتا تھا۔ بچپن میں ہماری نماز کی ڈائری بنواتے اور مقابلہ کرواتے پھر مہینے کے آخر میں جس بچے نے ساری نمازیں ادا کی ہوتیں وہ جیت جاتا اور اس کو انعام ملتا۔ بچوں کا رات کو دیر تک جاگنا ان کو پسند نہیں تھا اسی وجہ سے کہ صبح کی نماز میں دیر نہ ہو جائے۔شام کو دیر تک بلا وجہ گھر سے باہر رہنے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے زیادہ تر برائیاں رات کے اندھیرے میں جنم لیتی ہیں اسلئے لڑکوں اور لڑکیوں کو یہی تاکید ہوتی کہ مغرب کے بعد گھر میں ہی وقت گزارا کرو۔ ایک بار میں اپنی دوست کی بہن کی مہندی کی تقریب میں تھی۔ یہ تو پتہ تھا کہ رات کا پروگرام ہے اسلئے دیر ہو جائے گی لیکن مجھے کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئی۔ گھر والوں نے کہا کہ ہم سب کو خود گھر چھوڑ آئیں گے۔ گھر گھر چھوڑتے ہوئے ہمارے گھر تک آتے آتے بہت دیر ہوگئی۔ میں ڈری ہوئی تھی کہ آج تو ابوجان سے ضرور ڈانٹ پڑے گی۔ میں گھر کے گیٹ پر پہنچی تو ابوجان باہر بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی الحمدللہ کہا اور اندر لے آئے۔ اگلی صبح ناشتے کے دوران کہنے لگے ”بیٹی، رات کو بہت دیر ہوگئی تھی۔ میں بہت فکر مند ہوگیا تھا۔ آئندہ احتیاط رکھنا۔“ ڈانٹا نہ جواب طلبی کی لیکن ایک ہی جملے میں ساری عمر کے لئے سبق دے دیا۔ مجھے آج تک افسوس ہوتا ہے کہ میری وجہ سے کتنے پریشان ہوئے ہونگے۔ ماں بننے کے بعد احساس ہوا کہ بچہ دیر تک گھر نہ پہنچے تو دل پر کیا گزرتی ہے۔ کتنے خوف اور وسوسے گھیر لیتے ہیں۔ اب تو موبائل فون سے رابطے آسان ہو گئے ہیں پہلے ایسا کچھ نہیں تھا۔ اس دن بھی سب کو ہی دیر ہوئی تھی۔سب سہیلیوں نے بتایا کہ گھر پہنچے تو بہت ڈانٹ پڑی لیکن میرے ابوجان نے خاموش رہ کر جو پیغام دیا وہ ڈانٹ سے زیادہ پر اثر تھا جو ہمیشہ یاد رہ گیا۔

ہمارے والد صاحب جماعتی کاموں کے سلسلے بہت مصروف رہتے تھے ان کو ہمارے ساتھ گھر میں کم ہی وقت ملتا تھا لیکن جو بھی وقت وہ ہمارے ساتھ گزارتے وہ ایسا ہوتا کہ دل چاہتا کبھی ختم نہ ہو۔ کبھی لوڈو اور کیرم بورڈ کے میچ بھی ہوتے۔ کبھی سردیوں کی شاموں میں مونگ پھلیاں چلغوزے کھاتے ہوئے سبق آموز کہانیوں اور ہنسی مذاق کا دور بھی ہوتا۔حس مزاح کمال کی تھی۔ کسی کی پریشانی کو کوئی لطیفہ سنا کر یا مزاحیہ بات کر کے فوراً ہلکا کر دیتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پہ توکل اتنا تھا کہ کبھی ان کو پریشان نہیں دیکھا لیکن راتوں کو ان کو ہمیشہ سجدوں میں بہت تضرع کے ساتھ دعا کرتے دیکھا۔ کہا کرتے تھے لوگوں کو پریشانیاں بتانے کی بجائے اپنے خدا سے زندہ تعلق بناؤ۔ لیکن خود دوسروں کی پریشانی کا سن کر بڑے انہماک اور توجہ سے ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ گھر میں کسی کی سالگرہ ہوتی تو سب کو اکٹھے بٹھا کر اس بچے کے لئے اجتماعی دعا کرواتے اور اس بچے کے ہاتھ سے صدقہ دلواتے تاکہ اپنی خوشی کے کسی بھی موقع پر دعا اور ضرورت مند لوگوں کو ہم یاد رکھیں۔ اچھا کھانا کس کو پسند نہیں ہوتا۔ ہمارے والد صاحب سادہ خوراک تھے لیکن مزیدار کھانا ہوتا تو تعریف ضرور کرتے۔ پکانے والے کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ کھانے میں کچھ کمی رہ گئی ہے اس لئے اپنی زبان سے کبھی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ ہمیں سکھاتے کہ کھانے کے بعد صرف الحمدللہ کہنا کافی نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لئے دعا کرو جس نے اس کھانے کو تم تک پہنچانے میں محنت کی ہے یعنی بیج بونے اور فصل کاٹنے والے کسان، فصل کو مارکیٹ میں پہنچانے والے، خریدنے والے، گھر لانے والے اور پکا کر تیار کرنے والے شخص کے لئے بھی دعا کرو کہ اتنے لوگوں کی محنت لگتی ہے تو ایک وقت کا کھانا نصیب ہوتا ہے۔

میرے ابوجان بہت روشن خیال شخصیت کے تھے۔ آج کل تو بچے ماں باپ کے ساتھ کافی کھل کر بات کر لیتے ہیں۔ پہلے شادی کے موضوع پر بات کرنے میں ایک حجاب محسوس ہوتا تھا۔ لیکن ہمارے

ابو جان نے جس بات میں شریعت نے اجازت دی، اس پہ کھل کے بات کی۔ جب بھی کوئی رشتہ آتا تو میری مرضی بھی معلوم کرتے۔ اگرچہ انہیں معلوم تھا کہ بیٹی نے فیصلے کا اختیار ان کو دیا ہوا ہے۔ پھر بھی کبھی خود اور کبھی امی کے ذریعے ہم بیٹیوں کی رائے ضرور لیتے اور پھر اس کو اہمیت بھی دیتے تھے۔ کبھی اپنا فیصلہ مسلط نہیں کیا۔ میرے نکاح سے پہلے دستخط کرنے کے لئے مجھے نکاح فارم دیا۔ میں نے لے کر اپنی میز پہ رکھ دیا کہ دعا کر کے دستخط کر دوں گی۔ ایک ہفتہ وہ میری میز پہ رکھے رہا۔ انہوں نے مجھے وقت دیا اور ایک بار بھی جلدی کرنے کو نہیں کہا نہ کوئی دباؤ ڈالا۔ ان کو معلوم تھا کہ بچی کو مناسب وقت چاہیے۔ شادی کے بعد جب میں پہلی بار امریکہ آرہی تھی تو ایئر پورٹ پہ نصیحت کی کہ ''کبھی خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر نہ چھوڑنا تو تمہارا گھر کبھی خالی نہیں ہوگا اور کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی''۔ اکثر خواتین کو خوامخواہ سسرال کی باتیں اور برائیاں کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ہمارے ابو جان کو یہ بات بہت ناپسند تھی کہ سسرال کی بات میکے میں کی جائے۔ کسی کی بھی برائی نہیں کرتے تھے۔ اگر کبھی کسی گھریلو محفل میں ذرا سا بھی ایسا رنگ آجاتا تو وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے تھے اور ہمیں فوراً احساس ہو جاتا تھا۔ میرے پاس جب بھی امریکہ آتے تو گھر میں باجماعت نماز کا اہتمام کرواتے چونکہ مسجد سے دوری کی وجہ سے ساری نمازیں مسجد میں ادا نہیں ہوسکتی تھیں اسی وجہ سے ہمارا گھر اللہ کے فضل سے ہمیشہ محلے کے لئے نماز کا سینٹر بنا رہا ہے۔

ہمارے ابو جان نے کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ بہت محبت اور عزت سے پیش آتے تھے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ ہر آنے والے کی خاطر تواضع کرتے۔ ہماری امی بھی اس بات کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ بہت سی خواتین اپنے مسائل لے کر دفتر کی بجائے گھر آجاتی تھیں۔ ہر ایک کے مسائل سنتے اور امی ہمیشہ کچھ نہ کچھ خاطر تواضع کا اہتمام کرتیں۔ ہر ایک کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔ گھر اور دفتر کے ملازمین کے ساتھ ہمیشہ محبت اور عزت کا سلوک رکھا۔ بہت باموقع نصیحت کرتے تھے۔ ایسے انداز میں جو ہمیشہ یاد رہے۔ ایک بار میں اپنے نئے پین سے پہلی بار کچھ لکھنے لگی تو میں نے اپنا نام لکھا تاکہ دیکھوں ٹھیک لکھتا بھی ہے؟ ابو جان کہنے لگے نئے پین سے سب سے پہلے ہمیشہ بسم اللہ یا خدا کا نام لکھا کرو۔ اس سے برکت ہوتی ہے۔ یہ بات مجھے ہر بار نیا قلم استعمال کرتے ہوئے یاد آتی ہے۔ آپ نے ہمارے سامنے کبھی کسی کی برائی نہیں کی۔ نہ بری خبر کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ کسی کا دل دکھنے کا سبب میں کیوں بنوں؟ کسی سے حسد نہیں کیا بلکہ دوسروں کی کامیابی کو دیکھ کر خوش ہوتے۔ غرض بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ ایک محبت کرنے والے شوہر، ایک شفیق باپ، اور ایک ہمدرد انسان تھے۔ سب کے دکھ درد کو سننے اور کام آنے والے۔ خدا کی راہ میں کھلا خرچ کرنے والے۔ دین کے ساتھ دنیا کو لے کر چلنے والے تھے۔ اپنے لباس اور وضع کا خیال رکھتے۔ وقف کی برکت تھی کہ خوب دنیا کی سیریں بھی کیں۔ جہاں جاتے ہماری امی کے لئے تحفہ ضرور لاتے۔ امی کو کچن کی چیزوں کا شوق تھا۔ ہمارے کچن میں اکثر چیزیں ابو جان کی خریدی ہوئی تھیں۔ سیر کے دوران خوبصورت نظارے دیکھ کر ہمیشہ خدا کی حمد کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ابو جان نے لمبی اور کامیاب زندگی گزاری۔ انہوں نے اپنی ہر کامیابی کو وقف یعنی خدمت دین سے منسوب کیا کہ یہ سب اسی کی برکت ہے۔ ہمارے لئے دعائیں اور بہترین نمونہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ آج وہ اس دنیا میں نہیں ہیں کچھ روز پہلے سڑک کے اس پار جانے والا جنازہ میرے پیارے ابو جان محترم سلطان محمود انور صاحب کا تھا۔ گیارہ جنوری 2021ء کو ان کی وفات ہوگئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میں ان کا آخری دیدار بھی نہ کرسکی۔ آج ان کی قبر پہ دعا کر کے سڑک کے اس پار کھڑی، آتی جاتی تیز رفتار گاڑیوں کو دیکھ کر سوچ رہی ہوں کہ زندگی یونہی چلتی رہے گی۔ کسی کے چلے جانے سے وقت رک نہیں جاتا۔ ایک دن ہم سب کو بھی سڑک کے اس پار جانا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ پیچھے رہ جانے والے ہمیں کس رنگ میں یاد رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے پیارے ابو جان کی مغفرت فرمائے اور ان کو اپنے پیاروں کے ساتھ جگہ دے (آمین)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو کیونکر مردوں کو زندہ کرتا ہے، اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر، اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے، اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔''

''یَارَبِّ انْصُرْ عَبْدَكَ وَاخْذُلْ اَعْدَائَكَ۔ اِسْتَجِبْنِیْ یَارَبِّ اسْتَجِبْنِیْ۔ اِلَامَ یُسْتَھْزَأُبِكَ وَ بِرَسُوْلِكَ۔ وَ حَتَّامَ یُکَذِّبُوْنَ کِتَابَكَ وَیَسُبُّوْنَ نَبِیَّكَ۔ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مُعِیْنُ۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 569)

اے میرے رب اپنے بندہ کی نصرت فرما اور اپنے دشمن کو ذلیل ورسوا کر۔ اے میرے رب میری دعا سن اور اسے قبول فرما۔ کب تک تجھ سے اور تیرے رسول سے تمسخر کیا جائے گا اور کس وقت تک یہ لوگ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے نبی کے حق میں بدکلامی کرتے رہیں گے۔ اے ازلی ابدی، اے مددگار خدا میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔

گزشتہ کچھ عرصے سے مغرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں یا قرآن کریم کے بارے میں یا اسلام کے بارے میں مستقل کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑتے رہتے ہیں۔ تو اس کے لئے ان دنوں میں خاص طور پر بہت دعا کریں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور ان کے شر سے بچائے۔

پھر الہام ہے '' یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ اِنَّ رَبِّیْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اے حیّ اے قیوم میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا رب آسمان اور زمین کا رب ہے۔''

(الحکم جلد 3 نمبر 22 مورخہ 23/جون 1899ء صفحہ 8۔ تذکرہ صفحہ 297 ایڈیشن چہارم)

''امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ '' رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔''

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 266۔ تذکرہ صفحہ 37 ایڈیشن چہارم)

اے میرے رب العزت امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔

پھر ایک ہے ''اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا۔''

(بدر جلد 6 نمبر 14 مورخہ 4/اپریل 1907ء۔ الحکم جلد 11 نمبر 12 مورخہ 10/اپریل 1907 صفحہ 1۔ تذکرہ صفحہ 600۔ ایڈیشن چہارم)

پھر مئی 1906ء کا الہام ہے ''رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّکَاذِبٍ۔ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔''

(الحکم جلد 10 نمبر 20 مؤرخہ 10/ جون 1906ء۔ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 411 حاشیہ۔ تذکرہ صفحہ 532 ایڈیشن چہارم)

آجکل مختلف جگہوں پر دنیا میں مسلمان ملکوں میں مُلّاں بھی بڑا تیز ہوا ہوا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسے نازیبا اور گھٹیا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ ان کو سن کر سینہ چھلنی ہو جاتا ہے۔ یہ دعا بہت کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یا تو ان کو عقل دے یا پھر ایسا واضح فرق دکھلائے اور ان کو اپنے انجام تک پہنچائے کہ جو دوسروں کے لئے بھی عبرت بن جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اے ہمارے رب ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری آزمائشیں اور تکالیف دور کر دے اور ہمارے دلوں کو ہر قسم کے غم سے نجات دے دے اور ہمارے کاموں کی کفالت فرما اور اے ہمارے محبوب ہم جہاں بھی ہوں ہمارے ساتھ ہو اور ہمارے ننگوں کو ڈھانپے رکھ اور ہمارے خطرات کو امن میں تبدیل کر دے۔ ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا ہے۔ دنیا و آخرت میں تو ہی ہمارا آقا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اے ربَّ العالمین میری دعا قبول فرما۔''

(ترجمہ از عربی عبارت۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

(خطبہ جمعہ 13/ اکتوبر 2006ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

محمد اکرم خالد

زیتون کا درخت ”شجرہ مبارکہ“

زیتون کا پھل اپنی غذائی اور ادویاتی اہمیت کے پیش نظر ایک عطیہ خداوندی ہے۔قرآن کریم میں متعدد جگہ اس پھل کا ذکر موجود ہے۔سورۃ النور میں خدا تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو شجرہ مبارکہ کہا ہے۔ اور پھر فرمایا کھجور اور مزروعات جن کے ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور زیتون اور انار جن کی شکلیں ایک دوسرے سے مختلف بھی ہیں اور ملتی بھی ہیں تم ان کے پھلوں کو کھاؤ جب وہ پک جائیں مگر ضائع نہ کرو۔ ایک جگہ تو خدا تعالیٰ نے زیتون کی قسم بھی کھائی ہے۔ساٹ مرتبہ قرآن کریم میں اس مبارک درخت کا مختلف پیرائے میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی اس شفا بخش انمول مبارک درخت کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ ترمذی میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ زیتون کے تیل کو کھاؤ اور اس سے جسم کی مالش کرو یہ ایک شفا بخش درخت ہے۔ ابن الجوزی سے روایت ہے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور بدن پر مالش کرو۔ کیونکہ یہ بواسیر کو زائل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ابونعیم سے روایت ہے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے۔جن میں ایک کوڑھ بھی ہے۔ گزشتہ مذہبی کتب مثلاً مقدس بائبل، توریت اور وید میں بھی نہایت احسن رنگ میں اس بیش قیمت درخت کا ذکر موجود ہے۔

تاریخ و تعارف

ماہرین کے مطابق زیتون کا درخت تاریخ کا قدیم ترین پودا ہے۔ طوفان نوح کے اختتام پر پانی اُترنے کے بعد زمین پر جو سب سے پہلی چیز نمایاں ہوئی وہ زیتون کا درخت تھا۔ اس کے علاوہ مصر قدیم میں بھی زیتون کا تیل کھانے، اشیاء کو محفوظ کرنے، جسم پر لگانے اور علاج کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے مصری مقابر سے برآمد ہونے والی اشیاء میں زیتون کے تیل سے بھرے ہوئے برتن بھی شامل تھے۔ توریت میں بھی زیتون کا تیل استعمال ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

زیتون کا درخت تقریباً تین میٹر کے قریب اونچا ہوتا ہے۔ چمکدار پتوں کے علاوہ اس میں بیر کی شکل کا ایک پھل لگتا ہے جس کا رنگ اودا اور جامنی، ذائقہ بظاہر کسیلا ہوتا ہے۔ زیتون کے پکے ہوئے پھل سے تیل حاصل کیا جاتا ہے۔ زیتون کا آبائی گھر بحیرہ روم کا خطہ ہے۔بحیرہ روم کے ممالک مثلاً اٹلی، یونان، سپین، پرتگال، ترکی، اردن اور تیونس کے علاوہ شمالی اور جنوبی امریکہ، ارجنٹائن میکسیکو اور آسٹریلیا جیسے ممالک بھی تجارتی پیمانے پر زیتون کی کاشت کر رہے ہیں۔ زیتون کی ایک ہزار سے زیادہ اقسام اور تین ہزار سے زیادہ مروجہ نام ریکارڈ پر ہیں جن میں زیادہ تر اقسام کا تعلق سپین اور اٹلی سے ہے۔

افعال و استعمال

زیتون کا تیل امراض قلب کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں موجود کافی مقدار میں غیر سیر شدہ چکنائی Unsaturated Fatty

Acid) (اس کی غذائی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے کیونکہ اس کے مفید اثرات خاص کر دل کی بیماریوں پٹھوں کی کمزوری اور نیند نہ آنے کے کنٹرول کے علاوہ دماغی صلاحیت پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ دل کے امراض کے لئے تو خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کیلئے ایک ٹانک مہیا کر دیا ہے۔ کیونکہ زیتون کے تیل میں موجود Alpha Linolnic Acid خون میں موجود چکنائی کو جمنے نہیں دیتا جس سے دل کے عوارض کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔ زیتون کے تیل کا مناسب حد تک مسلسل استعمال خون میں مفید چکنائی (HDL) کی سطح کو بڑھا دیتا ہے جس سے غیر موزوں چکنائی (LDL) کا لیول کم ہو کر بلڈ پریشر اور ہارٹ اٹیک کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ زیتون کا تیل مقوی معدہ اور سینے کی بیماریوں سے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ پیٹ کے فعل کو اعتدال پر لاتا ہے۔ پتہ کی سوزش کم کر کے پتھری نکالتا ہے ۔ پٹھوں اور جوڑوں کے دردوں کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔قبض اور بواسیر کے لئے مفید پایا گیا ہے۔

زیتون کا تیل بطور (Cooking Oil) یعنی کھانا پکانے کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ بہت زیادہ گرم کرنے سے یہ اپنی افادیت کھو دے گا اور عام بازاری تیل کی طرح ہو جائے گا۔ زیتون کے پکے ہوئے پھل کو براہ راست مشین کے کولہو میں ڈال کر تیل کی جو پہلی کھیپ وصول کی جاتی ہے اسے سب سے عمدہ تیل قرار دیا جاتا ہے جسے Extra Virgin oil کہا جاتا ہے اس کا رنگ سنہرا اور اس میں ہلکی سی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ دیر تک خراب نہیں ہوتا۔ اس کے بعد حاصل پھوگ پر گرم پانی ڈال کر دوبارہ کولہو میں ڈالا جاتا ہے اور بعد میں پانی کو تیل سے الگ کر لیا جاتا ہے اس طرح حاصل شدہ دوسری اور تیسری کھیپ کے تیل کو Table Oil کہتے ہیں اس کا رنگ سبزی مائل ہوتا ہے اور پہلی مرتبہ نکلے ہوئے تیل سے گاڑھا ہوتا ہے۔

بدقسمتی سے یہ تیل ابھی ہمارے ملک میں پیدا نہیں ہوا۔ زیادہ تر اٹلی فرانس اور سپین سے درآمد کیا جا رہا ہے۔ صبح ناشتے میں روٹی تر کر کے (چوپڑ کر) کھا سکتے ہیں بعض سالن میں ڈال کر پسند کرتے ہیں۔قبض اور بواسیر کے مریض کو نیم گرم دودھ میں دو چمچ تیل ملا کر استعمال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ سرد مزاج افراد کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زیتون کے تیل کا مساج (مالش) مردہ رگوں (پٹھوں) میں نئی زندگی پیدا کر دیتا ہے۔ زیتون کے پھل کا اچار بھی شیشے کے جار میں محفوظ مل جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے وطن عزیز کو اس بیش قیمت عطیہ سے مالا مال کر رکھا ہے ۔ پاکستان کے پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقوں بشمول خیبر پختون خواہ، فاٹا، بلوچستان اور پنجاب میں وادی سون، پوٹھوہار اضلاع میں زیتون کی کاشت کو تجارتی پیمانے پر رواج دینے کے لئے روشن امکانات ہیں ۔

جنگلی زیتون کے درخت کو اردو میں زیتون (Zytoon) پشتو میں شوان (Showan) سرائیکی سندھی اور پنجابی میں کاؤ (Kow) کہتے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اسی لاکھ سے زائد جنگلی زیتون کے درخت پاکستان کے مختلف علاقہ جات میں موجود ہیں یعنی مندرجہ بالا علاقہ جات میں کاؤ (Kow) کے جتنے بھی جنگلات ہیں وہ سب زیتون کے درخت ہیں گو مقامی لوگ اس بات سے لاعلم ہیں ۔ اگر جنگی بنیادوں پر کام کر کے ان درختوں کی گرافٹنگ کر کے انہیں پیداواری پودوں (Productive Oil Plants) میں تبدیل کر دیا جائے تو سالانہ ایک بلین ڈالر کی آمدن پیدا کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح موزوں علاقہ جات میں غیر کاشت شدہ رقبہ جات کو قابل کاشت بنا کر زیتون کی Plantation کو دی جائے تو کئی ملین ڈالر سالانہ آمد پیدا کی جا سکتی ہے اور ملکی ضروریات بھی پوری کی جا سکتی ہیں۔

1950ء میں حکومت نے گرافٹ شدہ زیتون کے چند پودے درآمد کر کے ملک کے مختلف علاقہ جات مثلاً کشمیر، بلوچستان، پشاور، سوات، راولپنڈی خوشاب میں لگائے۔ خاکسار کو وادی سون نوشہرہ کے تجرباتی فارم اور سکیسر کے ہیلی پیڈ پر تجرباتی طور پر لگائے گئے زیتون کی مختلف اقسام کے درخت دیکھنے کا موقع ملا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی سے پھل دے رہے ہیں جو اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ اگر حکومتی سطح پر وسیع پیمانے پر منصوبہ بندی کر کے محنت کی جائے تو اس عطیہ خداوندی سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے گو پاکستان زرعی تحقیقاتی کونسل (PARC) نے گورنمنٹ آف اٹلی کے تعاون سے محدود پیمانے پر کئی ایک منصوبہ جات شروع کر رکھے ہیں درحقیقت زیتون کی کاشت کو فروغ دینے کیلئے ایک مستقل ادارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

(روزنامہ الفضل 19نومبر 2015ء)

طلوع وغروب آفتاب

12مارچ2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:16	18:29
مدینہ منورہ	05:16	18:29
قادیان	05:22	18:34
ربوہ	05:01	18:14
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:54	18:03